

Posted On Kitab Nagri



کتاب نگری

www.kitabnagri.com

کتاب نگری اسپیشل

Posted On Kitab Nagri

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

[Fb/Page/Social Media Digest](https://www.facebook.com/KitabNagri)

[Fb/Pg/Kitab Nagri](https://www.facebook.com/KitabNagri)

samiyach02@gmail.com

انتباہ : اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

[whatsapp _ 0335 7500595](https://www.whatsapp.com/channel/0029va03357500595)

بقلم: نمره نور

(چوتھی قسط)

”ارے ہارون بھائی! کیا حال چال ہے؟“ سر سے پاؤں تک جائزہ لیا۔ ”میں نے سنا ہے کسی نے اپنی کی ناک توڑ دی ہے۔ پتچ۔۔۔ پتچ بہت افسوس ہوا یہ سن کر۔“ بظاہر تو وہ سنجیدہ شکل لئے اُس سے افسوس کا اظہار کر رہا تھا ، مگر بلی جیسی آنکھوں میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ وہ جو پہلے ہی غصے سے بھرا بیٹھا تھا، زائن نے جیسے

Posted On Kitab Nagri

اس کے غصے کی چنگاری کو ہوا دی۔ اُس کا دھیان بٹے دیکھ کر وہ دونوں تو نظر بچا کر دبے پاؤں وہاں سے کھسک گئیں۔

”تیری تو۔۔۔“ غصے سے گریبان پکڑا۔

”اوہو یار غصہ کیوں کرتے ہو؟ پہلے ہی اس غصے نے تمہاری ناک تڑوا کر رکھ دی ہے، اب کیا دانت تڑوانے کا ارادہ ہے؟“ اپنی ازلی شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ اُس نے اپنا گریبان آزاد کروایا۔ تبھی ایک رومان سے بھری دھن موبائل پر بجنے لگی۔ وہ زائن پر ایک نگاہ ڈال کر اپنے فون کی طرف متوجہ ہوا۔

”آئندہ میرے منہ مت لگنا ورنہ بہت بری حالت کروں گا۔“ شہادت کی انگلی اٹھا کر اُسے تنبیہ کرتا وہاں سے ہٹنے لگا۔

”اوو ہیلو میں ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں، جو تجھ سے منہ لگانے کی گندی حرکت کروں گا۔“ ہر بات کا جواب دینا زائن کے لئے ضروری تھا، پھر چاہے جواب فضول ترین ہی کیوں نہ ہو۔

”گوٹو ہیل۔“ وہ بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھا اور آنے والی کال کو وصول کرنے لگا۔

”ہیل بھی تمہارے جیسے انسان کے لئے ہی بنی ہے، زائن مصطفیٰ تو جنت میں جائے گا۔“ شوخی سے دو ٹوک جواب دیا اور اُس کے پیچھے چلتا، شرارتی سی سٹی بجاتا، اُس کے پہلو سے ہوتا ہوا آگے نکل گیا۔ فون پر بات کرتے ہارون نے دل ہی دل میں اُس کو بندروں کی طرح اچھلتے جاتا دیکھ کر، ایک بڑی سی گالی سے نوازا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

☆...☆...☆

”ایکسیوزمی مس شائم۔“ مشارب کے آفس سے وہ اس کے پیچھے آیا۔ تیز تیز اٹھتے شائم کے قدموں کو اُس کی آواز پر بریک لگی۔ ایک جھٹکے سے وہ پیچھے مڑی۔

”یس۔“ سوالیہ نگاہوں سے اُسے دیکھا۔ سفید، سیاہ پینٹ اور شرٹ میں ملبوس چھ فٹ سے نکلتا قد، گوری رنگت پر داڑھی جو اس کی شخصیت پر بہت بھلی لگ رہی تھی۔۔ مائیکروسکندز میں اس کا جائزہ لیا۔

”میں خاٹب مرزا، ماس کمیونیکیشن کے ڈیپارٹمنٹ سے۔“ اُس نے اپنا دایاں ہاتھ خطرناک حسینہ کے سامنے کرتے ہوئے اپنا تعارف کروایا۔

”تو میں کیا کروں؟“ انداز لٹھ مار والا تھا۔ ہاتھ کو نظر انداز کیا۔ اُس بیچارے نے نجل سے ہوتے ہوئے ہاتھ اپنا پیچھے کیا۔

”تعارف کروانے کا طریقہ اچھا ہے مسٹر، مگر خاصہ پرانا ہے۔ میں ذرا بھی متاثر نہیں ہوئی۔“

”معذرت چاہتا ہوں بہن جی، اگر میرا تعارف کروانا آپ کو برا لگا تو، لیکن آپ سے بات کرنے کی ابتدا کے لئے میں نے یہ ضروری سمجھا، ورنہ آپ مجھے اجنبی ہی سمجھتی۔“ وہ اپنی خفت کو مٹاتا، وضاحت دینے لگا۔

”اوو مسٹر! یہ تم نے بہن جی کسے بولا؟“ اُس کی ساری وضاحت گئی بھاڑ میں، شائم کا ذہن تو لفظ ”بہن جی“ پر ہی اٹک گیا تھا

Posted On Kitab Nagri

”ظاہر سی بات ہے، میرے سامنے آپ کھڑی ہیں تو آپ کو ہی بولوں گا۔“ اُس کی حیرت پر مخاطب کا تعجب ہوا۔

”میں تمہیں بہن جی لگتی ہوں۔۔۔ اندھے کہیں کے اور تم میرے لئے تعارف کروانے کے بعد بھی اجنبی ہی رہو گے۔ میں یونہی راہ چلتے کو بھائی صاحب نہیں بناتی۔“ وہ غصے سے دیدے پھاڑ کر اُسے گھورتے ہوئے بولی، جیسے بہن کہہ کر اُس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہو۔

”اف! یہ لڑکیاں کسی حال میں بھی خوش نہیں، اگر بہن بلائیں پھر بھی اور نہ بلائیں تو پھر بھی۔“ مخاطب نے دل ہی دل میں خود کو لعنت ملا مت کیا۔ لیکن وہ بیچارہ بھی مجبور تھا۔ اُس کا کام بھی تو یہ لڑکی ہی کر سکتی تھی۔ پھر کڑوی کیسلی باتیں سننی تو تھی ہی، ورنہ اُسے ایسی سبکی گوارا نہیں تھی

”ٹھیک ہے مس شائم میں آپ کو بہن نہیں کہتا، مگر مجھے آپ سے ایک بہت اہم بات کرنی ہے۔ کیا آپ تھوڑا سا وقت نکال کر میری بات سننے کی۔۔۔۔“

”اوو ہیلو! تم ہو کون؟ اور میں تمہاری بات کیوں سنوں گی؟ جاؤ جاؤ میرے پاس یونہی فالٹو وقت نہیں ہے۔“ اُس کی بات کو کاٹتے ہوئے وہ کوفت بھرے انداز سے ہاتھ کو اٹھاتے ہوئے گویا ہوئی اور بغیر اُس کی کوئی بات سننے ہی وہاں سے چلتی بنی۔

”پتہ نہیں کہاں کہاں سے نمونے اٹھ کر آ جاتے ہیں۔“ وہ بڑبڑائی اور مخاطب اپنی سی شکل لئے وہی کھڑا۔

Posted On Kitab Nagri

”عجیب پاگل لڑکی ہے۔ بھلا اُدھر اُدھر کے بے تکے سوالات کی بجائے تخیل سے میری بات سن لیتی تو کیا جانا تھا اس کا۔“ وہ غصے سے بولا۔ تبھی کندھے پر کسی کا بھاری ہاتھ محسوس ہوا۔

”وہ شائم ملک ہے خاطب۔ تخیل اور برداشت جیسا سافٹ ویئر اُس میں ناپید ہے اور کسی کی وہ بات سن لے یہ اُس کی تو سرشت میں ہی شامل نہیں ہے۔ اس محترمہ سے بات کر کے تم نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا۔“ مشارب ملک اُس کی بڑبڑاہٹ سن کر بولا۔ شائم کی ایسی بہت سی خوبیوں سے وہ بہت اچھی طرح واقف تھا۔

”وہ تو مجھے پتہ چل گیا ہے۔ لیکن یار میرا کام۔۔۔“ چہرے پر تفکر کی جھلک واضح نمایاں تھی۔ مشارب نے ایک لمبی سانس لی۔

”ریلیکس یار۔۔۔ پریشان کیوں ہو رہے ہو، تم اُدھر ہی ہونا تو پھر فکر کس بات کی؟“

”پریشان کیسے نہ ہوں؟ میں ہر وقت تو اُس کے ساتھ نہیں رہ سکتا نا اور میرے کام کی نوعیت بھی ایسی ہی ہے، کہ میں چاہ کر بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ پھر کام کے دوران سارا دھیان اُسی کی طرف لگا رہتا ہے، تو یار بڑی فکر سی ہوتی ہے۔“ لہجے میں ساری فکریں سمائیں۔ مشارب نے اُسے دیکھا جو بے چین لگ رہا تھا۔

”میں تمہاری پریشانی سمجھ سکتا ہوں خاطب۔“

”تو پھر کچھ کرونا یار۔۔۔ مجھے کسی طرح بھی سکون نہیں مل رہا بس یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ اُسے کچھ ہونہ جائے۔“ اُس کا دل ایک انجانے سے خوف کے حصار میں تھا۔ مشارب ملک اُس کی حالت پر ہنس پڑا۔

Posted On Kitab Nagri

”حوصلہ رکھویار کرتا ہوں کچھ۔ ویسے ایک بات بتاؤ اگر تم اُس کے حوالے سے اتنا غیر محفوظ محسوس کرتے ہو تو پھر ایڈمیشن کیوں لے کر دیا، تم اُسے گھر ہی رہنے دیتے۔“ مشارب اُسے تسلی دیتے پوچھ رہا تھا۔ اُن کا رخ اب واپس آفس کی طرف تھا۔ مشارب کی بات پر وہ خاموش ہو گیا۔ سوچوں میں غوطہ زن ہوا۔

کسی کی خواہش

کسی کا خیال

کسی کا عشق

کسی کا وعدہ

کسی کی آس

بہت کچھ ایک ساتھ یاد آیا۔ بلکہ ان کا تو خطاب نے تعویز بنا کر گلے میں ڈالا تھا۔ یہ سب تو دل میں نقش تھا پھر وہ کیسے بھول جاتا۔ ”مشارب اُس کی ذمہ داری مجھ پر فرض ہے اور مجھے ڈر ہے کہیں اس ذمہ داری سے لا پرواہی برت کر کہیں اپنا فرض پورا کرنے میں چوک نہ جاؤں۔“

”تم ڈرنا چھوڑ دو، بس اللہ پر اُمید رکھو، جب اُس پاک ذات کے کُن سے یہ ذمہ داری تمہارے کندھوں پر آئی ہے تو یقیناً وہ ذات تمہاری مدد بھی کرے گی ان شاء اللہ، میری دو بہنیں یہاں پڑھ رہی ہیں، میں اُن سے بات کروں گا۔“ مشارب ہر لحاظ سے اُسے تسلی دے رہا تھا۔

”تم سچ کہہ رہے ہو یار؟“ چہرہ، آواز رونق سے جگمگائے۔ مشارب نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

Posted On Kitab Nagri

”چلو ابھی کرو بات، میں یہ کام نبٹا کر ہی جاؤں گا۔“ وہ اُس کے ٹیبل کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ اُس کی اس قدر جلد بازی پر مشارب نے مسکراتے ہوئے ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا۔ عابش کو فون کرنے کے ارادے سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

☆...☆...☆

”شکر ہے خدا نے بچالیا، ورنہ میرا بینڈنج جانا تھا آج، اُس بد تمیز انسان کے ہاتھوں۔ پاگل ہوں بالکل میں بھی، بھلا کیا ضرورت تھی بولنے کی اور وہ بھی لاوڈ سپیکر کی طرح اتنا بلند آواز میں، کہ اُس کی سماعتوں نے بھی ملاحظہ فرمالیا۔“ نور الحیا نے خود کی سرزنش کی۔ وہ دونوں کیفے میں آکر بیٹھیں۔ آغا مینا خاموشی سے اُسے خود کو کوستے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

Kitab Nagri

”تمہیں معلوم ہے آغا مینا! میں کل سے اس لڑکے کے بارے میں باتیں سن رہی ہوں کہ یہ بہت پہنچی ہوئی چیز۔ ہمیں اس سے بچ کر رہنا ہو گا۔ بلکہ اس سے کیا، اس طرح کے ہر شیطانی ٹولے سے بچنا ہو گا۔“ اس کے نزدیک ہو کر بہت رازداری سے اُس پر یہ راز افشا کرتے اس کے ساتھ ساتھ خود کو بھی وارننگ دی۔

”کیا ہوا؟“ مقابل کی مسلسل خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے اُس نے استفسار کیا۔ وہی اُس کو دیکھ کر کیفے میں داخل ہوتے زائن کی آنکھیں چمکیں۔ لبوں پر شرارتی مسکان مزید گہری ہوئی۔

Posted On Kitab Nagri

”کچھ نہیں۔“ نفی میں سر ہلاتے مختصر جواب ملا۔

”مجھے لگتا ہے تم بہت کم گو ہو۔“ وہ اس کو گہری نگاہوں سے جانچتے ہوئی بولی، جس پر آغا مینا نے پل کے پل اس کی جھیل جیسی آنکھوں میں دیکھا۔ مگر لب خاموش ہی رہے۔ جیسے انھوں نے زیادہ بولنے سے انکار کر دیا ہو۔

وہ شرارتی روح اُن کے نزدیک آرہی تھی۔

”لیکن کوئی۔۔۔“

”بھوں۔۔۔“ لفظوں کا ربط ٹوٹا اور اچانک اس افتادہ پر وہ بیٹھے بیٹھے اچھل پڑی، جیسے حلق منہ کو آگیا ہو۔ وہ ڈری کیا پاس بیٹھی آغا مینا کو بھی ڈرا دیا اور جس نے یہ کام کیا اُس بچارے کا اپنا ہی دل ہل کر رہ گیا تھا اور سوچنے لگا تھا کہ میں نے اسے ڈرایا ہے یا اس لڑکی نے۔ چند فاصلے پر کچھ سٹوڈنٹس کے گروپ نے اس منظر کو دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

”کیا بے ہودگی ہے یہ؟“ اپنے حواسوں کو بحال کرتے وہ ناگواری سے اپنے پختونی لہجے میں اُسے بولی جو اُس کے بیگ کے پاس پڑی پانی والی بوتل کی طرف بڑھا اور وہی کھڑے کھڑے ایک گھونٹ میں بوتل سے پانی کو ختم کر کے دم لیا۔ اُس کی پہلی حرکت ابھی ہضم ہوئی نہیں تھی اور دوسری پر غصے سے آنکھیں دنگ ہوئیں۔ ”خدا کی پناہ، یہ گدھا میرے پیچھے کیوں پڑ گیا؟“ اپنی خالی بوتل کو اُس کے ہاتھ سے جھپٹا اور غصے سے اُسے گھورا۔

”مجھے تمہاری پشت کی سمجھ نہیں آرہی۔ کیا واقعی تم پشت بول رہی ہو؟“ وہ دوستانہ لہجے میں اُس سے پوچھ رہا تھا۔ جیسے وہ پوچھے گا اور بتا دے گی۔ نور الحیا نے ناگواری سے آنکھیں گھومائیں۔

Posted On Kitab Nagri

”ویسے تم بہت ہی بد اخلاق ہو۔ ایک تو میں نے تمہیں شیر کے چنگل سے بچایا اور تم ہو کہ بغیر شکریہ کہے وہاں سے بھاگ آئی اُس ناٹ فیر۔“ جب اُس کی طرف سے جواب نہ ملا تو وہ کرسی پر براجمان ہوتے نور الحیا کو جتنا نہ بھولا تھا۔ اُس کی بات پر اچھنبے سے دیکھا گیا۔ حیرت سے منہ کھلا۔

”تم نے بچایا مجھے۔“ لفظ حیران۔ ”ارے جاؤ جاؤ جا کر کام کرو اپنا اور بد اخلاق تم ہو، میں نہیں۔ میرے خیال میں تمہیں اپنے گریبان میں جھانکنے کی سخت ضرورت ہے۔ ہو نہ مجھے کہہ رہا ہے بد اخلاق۔“ وہ تو تڑپ ہی اُٹھی تھی۔ یعنی حد ہے سیدھے سیدھے وہ اُس کی بے عزتی کر رہا تھا، اتنی جرات۔ نور الحیا کو تو کل سے اس بندر پر غصہ تھا وہ اس کے ہاتھوں ذلیل ہونا بھول نہیں سکتی تھی۔ وہ اس کے لال بھبھو چہرے کو دیکھ کر مسکرایا۔ بلکہ مسکراہٹ تو اُس کے چہرے پر گوند کی طرح چپکی رہتی تھی

”چلو آغا مینا، چلیں یہاں سے۔“ وہ اپنا بیگ اٹھا کر اس کا ہاتھ پکڑ کر جانے لگی۔ اُس کے جانے کا رادہ بھانپ کر فوراً ہڑبڑا کر اٹھا۔

”ارے ارے نور بی بی ایسے کیسے جاسکتی ہو؟“ وہ ان کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔

www.kitabnagri.com

”نور بی بی۔“ وہ رکا، کچھ سوچ کر مسکرایا۔

”واوو! دیکھو مجھے تمہارا نام یاد ہے نور بی بی۔“ وہ کچھ حیرت کے ملے جلے تاثرات لئے بولا، جیسے اُس کا نام یاد رکھ کر ناجانے کو نسا معرکہ سر کر لیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

”میرا نام نور بی بی نہیں ہے مسٹر ہے اور اپنی شکل میرے سامنے سے گم کرو ورنہ تمہارے دانت توڑ دوں گی۔“ وہ ناگواری سے پختونی لہجے میں بولی اُسے اپنے نام بگاڑے جانے پر آگ ہی تو لگ گئی تھی۔ اُسے دھمکی دی۔ مگر اُس کی صحت پر کہاں اثر ہوا تھا

”ارے! واہ نور بی بی تم تو واقعی اصلی والی پٹھانی نکلی، مجھے لگا تھا شاید تم نقلی والی پٹھانی ہو۔“ وہ پر جوش انداز میں بولا۔ نور الحیانے ناگواری سے اُسے دیکھا۔ دل تو اُس کا چاہ رہا تھا ایک گھونسا اُس کے مسکراتے ہوئے چہرے پر اٹکا ہی دے تو اچھا ہے لیکن ہائے شومنی قسمت، وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔

”یار غصہ۔۔۔۔“

”اوو مسٹر میں تمہارا یار وار نہیں، تمیز سے۔“ غصے سے اُس کی بات کو کاٹتے ہوئے، وہ ذرا رعب سے بولی اور اُس کو وہی چھوڑ کر وہاں سے نکلیں تو وہ بھی بھاگتا بھاگتا اُن کے پیچھے آیا۔ وہ ایسا جن تھا جس سے چمٹ جائے پھر مشکل سے ہی اُس کی جان چھوڑتا تھا۔

”اچھا نور بی بی!۔۔ بات تو سنو، میرے پاس تمہارا ایک راز ہے۔ کیا تم یہ جاننا نہیں چاہو گی کہ کونسا راز ہے؟“ وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولا، اپنی طرف سے اُس نے اسے ڈرانا چاہا۔ لیکن اُس نے نظر انداز کیا

”اس کا مطلب تم نہیں جاننا چاہتی؟“ اپنی تجسس بھری بات سے اُس کے سر جوں تک نہ رینگتے دیکھ کر وہ تیز لہجے میں بولا۔

Posted On Kitab Nagri

”آج صبح جو تم نے کارنامہ سرانجام دیا، اُس کو میری ان گنہگار آنکھوں نے خوب ملاحظہ فرمایا تھا۔ تم شکل سے اتنی معصوم لگتی ہو اتنی خطرناک ہو گی، یہ تو معلوم ہی نہیں تھا۔“ وہ اب رک چکا تھا۔ چند قدم کے فاصلے سے آگے جاتی ہوئی نور الحیا اُس کی پہلی بات پر ٹھٹکی، پھر جھٹکے سے مڑی۔

”ک۔۔ کیا۔۔ مطلب ہے تمہاری بات کا؟“ اُس نے گھگھیا کر پوچھا۔ جس پر وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

”ارے نور بی بی اتنی بھی معصوم مت بنو کہ تمہیں میری بات کا مطلب ہی نہ معلوم ہو۔“ وہ طنزاً بولا۔ نور الحیا نے غصے سے دانت پیسے۔

”نور تم یہاں ہو وہاں کلاس شروع ہونے میں دس منٹ رہ گئے ہیں، اگر آج پھر کلاس سے لیٹ ہوئے تو بھائی کے ہاتھوں لازمی بے عزت ہوں گے۔“ میرام بولتی ہوئی اُن کے قریب آئی، مگر جو نہی اُس کی نگاہ نور الحیا کے سامنے کھڑے وجود پر پڑی تو وہ چونکی، تعجب سے آنکھیں واہ ہوئیں۔ اور اُس کا بھی کچھ یہی حال تھا۔ آنکھوں کی چمک، ہونٹوں کی شرارتی مسکان گہری سے گہری ہوتی گئی۔

”تم۔“ لہجے میں سارے جہاں کی حیرانگی در آئی۔ مقابل نے اُس کی حیرت پر ہاتھوں یوں پھیلائے جیسے کہہ رہا ہو ”ہاں جی میں“

”میرام تم اس کو جانتی ہو؟“ نور الحیا اُن دونوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔

”بہت اچھی طرح، یہ۔۔۔۔“ الفاظ ابھی لبوں پر ہی تھے کہ اُن کو ادا ہونے سے روک دیا گیا۔

Posted On Kitab Nagri

”بس۔۔ بس چھپکلی اب تم یہاں میری تعریفیں کرنے مت بیٹھ جانا، قسم سے میری خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے تم اتنی پیاری لگتی ہو کہ دل کرتا ہے کہ ابھی تمہیں کنٹین پر لے جاؤں اور تمہارے ساتھ زبردست سালنچ کروں۔ لیکن پیسے تمہارے ہوں۔“ اپنی خواہش کا اظہار کے ساتھ ساتھ اپنے کنجوس ہونے کا بھی برملا اظہار کیا تھا

”اپنی شکل دیکھی ہے تم نے، بھو کر کہیں کہ یہ کہیں سے بھی تمہیں تعریف کے قابل دیکھتی ہے کیا؟“ میرا م نے اُسے بے عزت کرنا چاہا، لیکن وہ بھی ڈھیٹ مٹی سے بنا تھا

”تم اپنے چشمے کا نمبر بڑھاؤ چھپکلی تاکہ تمہیں اچھا اچھا دیکھائی دے۔“

”جسٹ شٹ اپ! آؤ نور یہ تو فضول ہی بکتا رہتا ہے۔“ وہ نخوت سے اُس کو دیکھتے، نور الحیا کا ہاتھ پکڑ کر جانے لگی۔

”ارے او چشمے والی چھپکلی! تمہاری دوست کا ایک راز ہے میرے پاس وہ جاننا نہیں چاہو گی کیا؟“ پیچھے سے اُس نے ہانک لگائی۔

www.kitabnagri.com

”بھاڑ میں جاؤ تم راز سمیت۔“ میرا م کی بجائے جواب نور الحیا کی طرف سے آیا تھا۔ بے ساختہ، بنا سوچے، معلوم ہوتا یہ جواب اُس کے لئے کس قدر ذلت کا سامان بنے گا۔ تو وہ اپنے زبان پر قفل لگا لیتی، لیکن اس فساد کے سامنے ایک لفظ نہ بولتی اور خاموشی سے اُس کی بات سن لیتی۔ لیکن کہتے ہیں نا ”لکھا جو تقدیر میں ہو وہی ہوتا ہے، انہونی کو کون ٹال سکتا ہے، وہ تو ہو کر رہتی ہے، وقت اُس کا بھی مقرر ہوتا ہے۔“

Posted On Kitab Nagri

”مجال ہے جو کوئی مجھے بھی سنجیدہ سمجھ لے، مانا کہ تھوڑا سا مزاحی ہوں مگر میں بھی تو انسان ہوں نا سنجیدہ مجھے بھی ہونا ہوتا ہے، لیکن نہ جی زائن مصطفیٰ کو تو کوئی انسان سمجھتا ہی نہیں، اب دیکھتے جاؤ میں کیا کرتا ہوں، مجھے آئی تھیں بھاڑ میں بھیجنے کے لئے، پتچ۔۔۔ پتچ ابھی تک مجھے سمجھی نہیں پچیاں کہ میں کیا چیز ہوں؟“ جتنے تیزی سے سمارٹ فون پر اُس کا ہاتھ چل رہا تھا اُس سے دگنی تیز رفتار سے اُس کی زبان چل رہی تھی۔

☆...☆...☆

کافی رنگ کی جیکٹ میں ملبوس، ہاتھ میں گٹار پکڑے، وہ درخت کے نیچے اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھا، گٹار کی ہلکی ہلکی دھن میں گیت گارہا تھا۔



www.kitabnagri.com

تیرے رنگ میں میں رنگ گیا تھا

مجھے کچھ بھی خبر نہ تھی

تیرے عشق میں

ایسا گھل گیا تھا

مجھے خود کی فکر نہ تھی

Posted On Kitab Nagri

مسحور کن آواز، ہر ایک کو اپنے حصار میں لینے والی۔

کیا بھول گئے تم سب کچھ؟

میرا تیری گلی میں آنا

یوں نظروں سے مسکرانا

پھر تیرا دل لگانا

سُربکھر رہے تھے، سب اُس کے گرد تھے۔ آواز کا جادو ہی ایسا تھا کہ اُسے سننے سے مجبور ہو جانا پڑتا تھا۔ مخروطی انگلیاں بڑی مہارت سے گٹار کی تاروں کو دھیرے دھیرے چھیڑ رہی تھیں۔ شربت کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔



وہ وقت ذرا کوئی اور تھا

'یہ وقت ذرا کوئی اور ہے

میں ساتھ نبھا جاتا تھا

یہاں رات اکیلی کٹتی ہے

جادو گر آواز تھی اُس کی، داد لینے، کسی اور ہی دنیا میں لے جانے پر مجبور کرتی۔ دل کو راحت پہنچانے والی۔ لبوں پر مسکان بکھیر دینے والی۔

Posted On Kitab Nagri

گٹار کی دھن کے ساتھ گیت ختم ہوا تو اُس کی جگہ تالیوں نے لی۔ سب کے درمیان گھیرا وہ فخر سے داد وصول کر رہا تھا۔ جیسے یہ اُس کا حق ہو۔ ایک مغرور سی مسکراہٹ اُٹھ کر وہی لبوں پر غائب ہوئی۔ اُسے اپنی اس خوبی کا خوب علم تھا، مگر لوگوں کا اُس کو رشک سے داد دینا، اُسے اندر تک مسرور کر دیتا۔

یہ اُن کے ڈیپارٹمنٹ کا پچھلا حصہ تھا۔ جو قدرے پُر سکون تھا۔ وہاں ایک کافی پرانا درخت تھا۔ جس کے نیچے وہ اکثر بیٹھ کر گٹار بجاتا تھا۔ یہ اس کی مخصوص جگہ تھی۔ جو بھی اُسے گاتے ہوئے دیکھتا تو فوراً اُس کے قریب آ جاتا۔

چند فاصلے پر دو چمکتی ہوئی آنکھیں یک ٹک سے اُس کے چہرے کا دیدار کر رہی تھیں۔ جیسے وہ اُس کی آواز کے ساتھ کسی اور ہی جہاں میں چلی گئی ہو۔ خوابوں کے جہاں میں، من چاہے ساتھی کے سنگ۔

”شیزہ۔۔۔ شیزہ۔ یار بس کر دو، اپنے خیالوں سے باہر آ جاؤ، تیرا ہیر و جاچکا ہے۔“ ندا (اُس کی دوست) نے اپنا دایاں ہاتھ اُس کی خوبصورت چمکتی ہوئی آنکھوں کے سامنے ہلایا تو خیالات کا ریشم دھاگہ ایک دم ٹوٹا۔ اور اُس جگہ کو دیکھا جہاں وہ کچھ دیر پہلے بیٹھا، اپنی مسحور کن آواز سے سب کے دل لوٹ رہا تھا۔ آنکھوں کی لومدھم ہوئی، لبوں کی مسکان غائب ہوئی۔ بے چین نگاہوں کے ساتھ اُس نے مڑ کر دیکھا تو وہ جارہا تھا۔

”میرے دل کی سلطنت کا بہت ہی ظالم شہزادہ ہے۔“ وہ اُس کی پشت کو دیکھتے بولی۔ وہ دل و جان سے اُس مغرور شہزادے پر دل ہار چکی تھی۔

”شیزہ تم باز نہیں آؤ گی۔“ اُس کی دوست نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

Posted On Kitab Nagri

”یہ دلِ ناداں باز ہی نہیں آتا۔“ وہ کھکھلائی۔

”دل کو سمجھاؤ لڑکی۔ اس دل کو کسی نا قدرے کی خاطر اتنا مت روندو۔“ ہمیشہ کی طرح ندانے اُسے ایک دوست کے ناطے سمجھانا چاہا۔

”جب دل پر کسی کا قبضہ ہو جائے تو یہ کوئی دلیل نہیں سنتا۔ یہ اپنے ساتھ ساتھ بندے کو بھی ڈھیٹ بنا دیتا ہے۔“ وہ کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔ جیسے کہہ رہی ہو تمہارا سمجھانا فضول ہے، میرے دل نے مجھے ڈھیٹ بنا دیا ہے۔ وہ دونوں وہی گھاس پر بیٹھ چکی تھیں

”تم اتنے کمزور دل کی تو نہیں تھی شیز کہ اس کو کسی کے لئے بھی بے لگام چھوڑ دو گی۔“ وہ اُسے باور کروانا چاہ رہی تھی کہ تم کیا تھی اور اب کیا ہو گئی ہو۔

”ندا میرے دل کے معاملے کو تم نہیں سمجھو گی یہ وہی سمجھ سکتا ہے جو اس صورت حال سے گزرا ہو گا۔“ وہ سمجھنے کی حدود پار کر چکی تھی۔ کسی کی کوئی نصیحت اُس پر اثر نہیں کرتی تھی۔ ندا خاموش ہو گئی۔ وہ اُسے ایسے ہی ہر دفعہ چپ کر وادیتی تھی۔

www.kitabnagri.com

☆...☆...☆

Posted On Kitab Nagri

”کنعان تم نے پوسٹ دیکھی جو ابھی زائن موٹے نے کی ہے؟“ وہ کلاس میں داخل ہوا تو آتے ہی عازن نے اُسے استفسار کیا۔ اُس کے ہاتھ میں موبائل بھی تھا جو ابرام کا تھا۔ کنعان نے گٹار کو کرسی پر رکھتے ہوئے نا سمجھی سے اُسے دیکھا اور موبائل اُس کے ہاتھ سے لیا۔ عازن کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ پاس بیٹھے ابرام کو اپنے گرد و پیش سے کوئی ہوش نہیں تھا۔ جیسے جیسے وہ زائن کی پوسٹ کو دیکھ رہا تھا شرتی آنکھوں نے غصے کا بھرپور استقبال کیا۔ تیش کے عالم میں اُس نے اپنے لبوں کو زور سے بھینچ لیا اور موبائل عازن کی طرف پھینکا، جسے وہ بروقت کچ نہ کرتا تو زمین پر سجدہ ریز ہو جاتا۔ جیسے آیا تھا ویسے ہی وہ کلاس سے باہر نکلا۔

عازن اُس کے پیچھے جانے سے پہلے ابرام کی طرف متوجہ ہوا تاکہ اُسے ہوش میں لاسکے۔

”اوے کمینے اٹھ جا۔“ ایک زوردار گھونسنہ اُس کی کمر پر رسید کیا۔ وہ بیچارہ درد سے بلبلا اٹھا۔

”تمہارا ہاتھ ہے یا ہتھوڑا؟ میری کمر توڑ کر رکھ دی ہے ذلیل انسان۔“ کمر کو سہلاتے ہوئے بولا۔

”بعد میں اپنی بکواس کرنا پہلے میرے ساتھ چلو۔“ وہ اُس کی بات کو نظر انداز کر کے، اپنے ساتھ کھینچتا ہوا باہر

لے گیا۔ وہ ابھی بے خبر تھا۔ لیکن کچھ دیر تک تازی تازی خبر اُس کے گوش بھی گزر چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Posted On Kitab Nagri

وہ تینوں اس وقت پارکنگ میں کنعان کی گاڑی کے پاس کھڑے اُس کا جائزہ لے رہے تھے۔ گاڑی کے چاروں طرف لکیریں بنائی گئی تھیں اور جہاں جہاں سے لکیر لگی تھی وہاں سے گاڑی کا پینٹ اُتر چکا تھا۔ اطراف کے دونوں شیشے بھی ٹوٹ چکے تھے۔

گولڈن لامور یگنی سپورٹ کار جو کنعان کی پسندیدہ گاڑی تھی۔ وہ پاکستان میں کم ہی پائی جاتی تھی۔ وہ گاڑی اس قدر اُسے پسند تھی کہ اُس پر وہ معمولی خراش بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ اُسے کم ہی باہر نکالتا تھا۔ آج بھی وہ مہینوں بعد اُس پر یونی آیا تھا۔ مگر برا ہوا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس لڑکی کا ابھی اور اسی وقت قتل کر دئے، جس نے اس کا یہ حشر نشر کیا تھا

”یار کنعان تو کسی کو بھی اپنی لاڈلی کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا تھا۔ یہاں تو اس کے ساتھ بدتر سلوک کیا گیا ہے۔“ اُس کی گاڑی کو دیکھ کر ابرام کی ہنسی نہیں رک رہی تھی۔ وہ سب جانتے تھے کہ یہ گاڑی اُس کے دل کے کتنے قریب تھی۔ جس طرح وہ اپنی گاڑی کا خیال رکھتا زائن تو اُسے کنعان کی بیٹی کہتا تھا۔

”ابے اُس نے تو ایک ٹائر بھی سلامت نہیں چھوڑا۔“ عائر نے گاڑی کے ٹائروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جن کی ہوا نکلی ہوئی تھی۔ تبھی زائن مسکراتا ہوا وہاں آیا۔ جیسے جانتا ہو وہ تینوں یہی ملیں گے۔

”میں تو اب اس کو سلامت نہیں چھوڑوں گا۔ بتاؤ وہ لڑکی کون ہے؟ اُس کی ہمت کیسے ہوئی میری گاڑی کو ہاتھ لگانے کی؟“ وہ غصے سے اُس کے گریبان کو پکڑتے بولا۔ جیسے اُس سے مشورہ کر کے یہ کام کیا گیا ہو۔

”کول بڈی۔۔ میری وہ سہیلی تو نہیں جو یوں مجھ سے سوالات کر رہے ہو۔“ وہ اپنا گریبان کو چھڑانے کو کوشش کرتا مسکرا کر بولا۔

Posted On Kitab Nagri

”موٹے میں تیرے دانت توڑ دوں گا اگر تم کوئی فضول یا وہ کوئی کی تو مجھے بس اُس لڑکی کا نام بتاؤ۔“ اس کی آنکھوں میں غصے کے شرارے انگاڑی لے رہے تھے۔ ابرام اور عائز نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

”دیکھ مجھے موٹا مت بولو۔“ وہ منہ بسور کر بولا۔ جیسے بہت معصوم ہو۔ بات ٹال کر بھی ٹالی نہیں جاسکتی کیونکہ سامنے ماہ کنعان تھا۔ دوستوں کا رکھا ہوا نام زائن کو ذرا بھی پسند نہیں تھا

”تم لوگوں کی زبان کیوں نہیں جل جاتی اتنے خوبصورت لڑکے کو موٹا کہتے ہوئے۔“ اُسے جیسے اُن کی زبان کا نہ جلنے کا افسوس ہوا تھا۔ جو اسے بلا وجہ موٹا کہتے تھے۔ اُس کی ادھر ادھر کی ہانکنے پر کنعان نے اُسے گردن سے دبوچا۔ ابرام اور عائز اس سے خاموشی کا کردار ادا کرتے ہوئے اُن بندروں کا کرتب ملاحظہ فرما رہے تھے۔

”تو میری باتوں کو ہوا میں اڑاتے ہوئے مر کیوں نہیں جاتا؟“ کنعان نے دانت کچکائے، وہ سخت غصے میں تھا

”ابے او بندرو! بس یو نہی کھڑے تماشہ دیکھتے رہو گے یا اس ظالم دیو سے اس نازک سی جان کو بھی بچاؤ گے؟“ کنعان کے شکنجے میں پھنسی نازک سی جان نے مدد طلب نگاہوں سے اُنھیں دیکھا۔ اُس کی بات پر وہ دونوں حیران ہوئے۔

www.kitabnagri.com

”اپنی کیتی آپ نباؤ، ہمیں معاف ہی رکھو۔ اور مہربانی کرو تو خود کو نازک جان کہہ کر توہین مت کرو نازک کی۔“ نازک کی توہین پر تڑپتے ہوئے، ابرام نے صاف ہری جھنڈی دیکھائی۔ عائز نے بھی اُس کے دیکھا دیکھی اثبات میں گردن ہلائی۔ وہ اُن کی غداری پر دانت پیس کر رہ گیا۔

”کہاں ہے وہ لڑکی؟“ وہ بخش نہیں سکتا تھا۔ وہ کنعان تھا۔

Posted On Kitab Nagri

”اچھا بتاتا ہوں یار۔ گردن تو چھوڑ دئے۔“ ہارمانی پڑی۔ شکنجے سے وہ آزاد ہوا تو، سکھ کا سانس لیا۔ پھر اُسے بتانے لگا کہ یہ کس کا کارنامہ ہے۔ اس نے جو ویڈیو پوسٹ کی تھی اتنا تو واضح تھا کہ کنعان کی گاڑی کو نقصان پہنچانے والی لڑکی ہے۔ مگر کون تھی یہ معلوم نہیں تھا کیونکہ اس کے چہرے کو ایڈیٹ کر کے پوسٹ کی گئی تھی۔ وہ غصے سے اُن کو وہی چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔

”تو پورا فساد ہے موٹے کیا ضرورت تھی تمہیں یہ سب کرنے کی؟“ ابرام کو زائُن کی یہ حرکت ذرا بھی پسند نہیں آئی تھی۔ کنعان کے غصے سے وہ اچھی طرح واقف تھے وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا تھا۔

ابرام کی بات پر فساد نے قہقہہ لگایا۔ پھر کنعان کے پیچھے چلے آئے جو ناجانے اب کیا کرنے والا تھا

☆...☆...☆

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

”آئم! بھائی کیا کہہ رہے تھے؟“ انگلش کی ٹیچر کے کلاس سے باہر نکلتے ہی، بے صبری میرام شائم کی طرف ہولی۔ عابش نے بھی اس کو دیکھا، جیسے وہ بھی منتظر ہو کہ کیا کہا تھا۔ جبکہ نور الحیا آغا مینا کے ساتھ کوئی بات کر رہی تھی۔

”کیا کہہ سکتا ہے تمہارا بھائی سوائے بکو اس کرنے کے۔“ اس کا ذکر آتے ہی ایسے لگتا جیسے شائم کے منہ میں کوئی کڑوا بادام آگیا ہو۔

Posted On Kitab Nagri

”تمہیں تو ہر اُس کی بکواس ہی لگتی ہے جو تمہیں سمجھانے کا گناہ کر دے۔“ عابش کو اُس کی بات ایک آنکھ نہ بھائی۔ وہ ایسے ہی تھی جب بھی اس کے راج دلارے پیارے بھائی کے بارے میں شائم بولتی تو فوراً اپنے بھائی کی طرف داری کرنے لگتی۔

”توہر کوئی مجھے سمجھانے کا گناہ کرتا ہی کیوں ہے؟ میں کوئی دودھ پیتی بچی تھوڑی ہوں جسے کچھ سمجھ ہی نہ ہو۔“ اُس نے بُرا منایا۔ نورالحیا اور آغا مینا بھی ان کی طرف متوجہ ہوئیں

”اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ ذولوجی کی جو اسائنمنٹ ملی اُس کا کیا کرنا؟“ میرام نے باتوں کا رخ بدلا۔

”اچار ڈالنا ہے اُس کا۔“ شائم کی طرف سے الٹا جواب آیا

”سوری اُس کی مجھے ریسپی نہیں پتہ کہ کیسے ڈالتے ہیں اسائنمنٹ کا اچار۔ تمہیں اگر معلوم ہے تو تم ڈال لینا۔“ اُس نے بھی دودھ و جواب دیا اور بیگ لے کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

”مجھے تو نہیں لیکن تمہاری بہن ماہر اس کام میں اسی سے کروالیں گے۔“ جیکٹ کی جیب سے بیل نکالتے عابش کی طرف اشارہ کیا۔ اس سارے وقت وہ دونوں بس خاموشی سے اُن تینوں کو دیکھ رہی تھیں۔

”ایسا سوچنا بھی مت میں تمہارا کام کروں گی۔“ اپنی کتابوں کو بیگ میں رکھتے عابش نے دو ٹوک جواب دیا۔

”ارے میں کام کرنے کے لئے تو نہیں کہہ رہی میں تو اچار ڈالنے کے لئے کہہ رہی ہوں۔“ بیل کو رپیر سے نکال کر منہ میں ڈالا۔ عابش بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”تم دونوں نے نہیں جانا کیا؟“ اس کی بات کو نظر انداز کرتے وہ اُن دونوں کی طرف متوجہ ہوئی۔

Posted On Kitab Nagri

”چلیں آغا مینا؟“ نور الحیا نے اٹھتے ہوئے اُس کی طرف دیکھا۔ اب تک نور الحیا کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ ضرورت سے زیادہ ہی کم گو اور ڈرپوک تھی

”آغا مینا تو ایسے جیسے گونگی ہو؟ کوئی بات ہی نہیں کرتی یہ تو۔“ شائم نے اُس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ جس کی ہیزل گرین آنکھیں ایک پل کو اٹھی اور اُس حسین لاپرواہ سی لڑکی کو دیکھ کر دوبارہ جھک گئیں۔

”ہاں اب تم چاہتی ہر کوئی تمہاری طرح چبڑ چبڑ کر رہا ہے۔“ میرام اسے گھوری سے نوازتے ہوئے ایک دفعہ پھر اسے چھیڑ بیٹھی

”ٹیڈی آرام سے بیٹھ جاؤ۔ بہت بولنے لگی ہو تم۔“ شائم نے اُس کے چھوٹے قد پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔ جبکہ میرام نے خفگی سے اسے دیکھا۔ وہ اکثر اُسے اسی نام سے بلاتی تھی۔ وہ کوئی کوسوں بار اُسے منع کر چکی تھی مگر شائم کسی کی بات کو مان لے یہ تو کہیں نہیں لکھا تھا۔

”لو مڑی کہی کی، تمہیں منع کیا تھا نا مجھے ٹیڈی مت کہنا، پھر تم نے مجھے اس نام سے بلایا میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔“ ٹیڈی نے ہاتھ میں پکڑا بیگ اس کے سر میں مارنا چاہا، شائم اس حملے سے شاید پہلے ہی تیار تھی اور فوراً ایک طرف ہو کر اپنا بچاؤ کیا۔

”ہو گیا شروع ان دونوں کا تماشہ۔“ عابش نے اُن دونوں کو لڑتے ہوئے کوفت سے کہا۔ وہ گھر میں بھی تو ایسے ہی لڑتی تھیں۔ اس کے لئے یہ کوئی نئی بات تو نہیں تھی۔

Posted On Kitab Nagri

”واوو۔۔۔ تم دونوں کے نک ناموں کا بھی ہمیں پتہ چل گیا۔ زبردست۔“ نور الحیا نے ہنستے ہوئے اُن دونوں کو دیکھا۔ نور الحیا کی بات پر وہ دونوں رکیں ایک دوسرے کو دیکھا اور ہنس پڑیں۔

”عابش تمہارا بھی کوئی نک نام ہے تو بتا دو یا تم بھی ان دونوں کی طرح لڑائی لڑائی میں بتاؤ گی۔“ نور الحیا نے عابش کی طرف دیکھا۔ وہ ان دونوں کی نسبت ذرا الگ تھی۔

”نہیں یار ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔“ عابش نے نفی میں سر ہلایا۔

”ارے تم شرمایوں رہی ہو؟ چلو میں یہ مشکل کام کر دیتی ہو ویسے بھی یو نو مجھے مشکل کام کتنے پسند ہیں۔“ شائم فوراً احسان عظیم کرنے والے انداز میں بولی۔ عابش نے اُسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو بڑی مہربانی۔

”محترمہ کو ہم کتابی کیڑا کہتے ہیں۔ یعنی بک وارم۔ یہ کیڑا بس کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے آپ بھی اسے بلا جھجک کتابی کیڑا کہہ سکتی ہیں۔“ شائم نے عابش کی گھوریوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے، تھوڑی وضاحت سے بتایا۔ نور الحیا ہنس پڑی۔ عابش نے مسکراتی ہوئی شائم کو دیکھ کر افسوس سے سر ہلایا جیسے کہہ رہی ہو کہ تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔

www.kitabnagri.com

”لگتا عابش ناراض ہو گئی ہے۔“ اُس کو خاموشی سے باہر کی طرف بڑھتے دیکھ کر نور الحیا بولی۔ شائم نے بل کا غبارہ بنا کر پھوڑا اور دوبارہ اُسے چبانے لگی۔

”بے فکر رہو نور یہ ناراض نہیں ہو سکتی۔“ میرام نے جواب دیا۔

Posted On Kitab Nagri

تبھی غصے میں ماہ کنعان اُن کی کلاس میں داخل ہوا۔ عابش اور اُس کی ٹکڑے ہوتے ہوئے بچی تھی۔ وہ اب رک کر کلاس روم میں چہار سو نگاہ دوڑا رہا تھا۔ کلاس میں ان پانچوں کے علاوہ بھی دس بیس سٹوڈنٹ اور بھی موجود تھے۔ چند قدم کے فاصلے پر وہ بھی رک چکی تھیں اور اُس کی نگاہ سب سے ہوتے ہوئے نور الحیا پر آجی۔

کلاس میں کئی لڑکیاں اُسے دیکھ کر چہکی۔ اشتیاق بھری سرگوشیاں ہونے لگیں۔ ماہ کنعان کو کون نہیں جانتا تھا۔

”یو۔۔“ وہ بہت غصے میں تھا اور اسی غصے میں نور الحیا کی طرف بڑھا۔ وہ زائُن کے موبائل سے لڑکی کا چہرہ دیکھ چکا تھا۔

”اوو وہیلو مسٹر! کہاں چلے آرہے ہو؟“ آخر نور الحیا کے ساتھ بھی تو شنائم تھی۔

”میں تم سے نہیں اس لڑکی سے بات کرنے آیا ہوں بہتر ہو گا تم ذرا ایک طرف ہو جاؤ۔“ غصے سے لال انگارہ شربت آ نکھیں نور الحیا کو ہی دیکھ رہی تھیں، شنائم کو سرے سے دور رہنے کا کہا تھا۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ شنائم ملک ہے جو اپنے باپ کی بھی نہیں سنتی تھی۔ کنعان کی کیا سنے گی

”اس نے مجھ سے کیا بات کرنی ہے اور یہ مجھے ایسے غصے سے کیوں گھور رہا ہے؟“ نور الحیا نے سوچا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ انجانے میں وہ اُس کا کیا نقصان کر چکی تھی۔

”ہاں تو دور رہ کر بھی بات کی جاسکتی ہے یوں منہ کو کیوں آرہے ہو، تمیز نہیں تمہیں کہ کیسے بات کرتے ہیں؟“ وہ غصے میں مقابل کا امتحان لے رہی تھی۔ کلاس کے باقی سٹوڈنٹ دلچسپی سے یہ منظر دیکھنے لگیں۔ کنعان

Posted On Kitab Nagri

کا پیچھا کرتے، کلاس میں داخل ہوتے وہ تینوں کے قدم رکے، عانز کی نگاہ کنعان کے سامنے کھڑی شام پر پڑی تھی تو اُس کے دیدے پھیلے۔

”ارے یار یہ تو وہی لڑکی ہے۔“ وہ فوراً اُس کی طرف پیچھا کرتے بولا کہ کہیں وہ پہچان نہ لے۔

”کون لڑکی؟ ہمارے سامنے تو اس وقت پانچ لڑکیاں کھڑی ہیں، تیرے والی کو نسی ہمیں کیسے پتہ ہو گا اور تو شرما کیوں رہا ہے؟“ زائن اُن پانچوں پر ایک نگاہ ڈال کر اُس سے پوچھ رہا تھا، جو اُن کی طرف پیچھا کیے کھڑا تھا

”ابے شرما نہیں رہا بلے، کنعان کے سامنے جو لڑکی کھڑی ہے یہ وہی ہے جس نے میرے موبائل کو توڑا اور ہارون غیاث کو دن میں تارے دیکھائے۔“ اُس کے انکشاف پر اُن دونوں نے شام کو دیکھا، جو اس وقت نورالحیا اور کنعان کے درمیان کھڑی تھی۔

”لڑکی کیا تم بہری ہو، میری بات سنائی نہیں دیتی کیا؟ میں جب تمہیں کہہ رہا ہوں کہ مجھے تم سے کوئی لینا دینا نہیں، تو پھر کیوں ہمارے معاملے میں تم اپنی زبان لڑا رہی ہو؟“ وہ انگلی اٹھا کر بولا۔ صاف صاف لفظوں میں اس کی عزت افزائی ہو رہی تھی مگر شام میڈم کو کہاں پرواہ تھی۔

”عائم کیا کر رہی ہو یار اُنھیں نور سے بات کرنی ہے تو کرنے دو، مہربانی کر کے تم تو اپنی ٹانگ باہر رکھو۔“ بلا آخر میرام نے اُس ڈھیٹ کو اُن کے درمیان سے ہٹایا۔ عابش بھی اُن کے قریب آ کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کر رہی تھی۔ جبکہ آغامینا ان سب کے پیچھے بت بنے کھڑی تھی۔ نقاب سے جھلکتی ہیزل گرین آنکھوں میں خوف کا سمندر ٹھٹھا مار رہا تھا۔ شام کو نورالحیا کے سامنے سے ہٹتے ہی کنعان نے اُس کی طرف ایک قدم بڑھایا۔ آنکھوں میں غصہ ہلکورے کھا رہا تھا۔ سب کی نگاہیں اُسی کو حصار میں لیے تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

”دل تو کر رہا ہے تھپڑوں سے تمہارا چہرہ لال کر دوں۔“ وہ پھنکارہ۔ ان دلکش آنکھوں میں کتنی نفرت اور غصہ تھا۔ مقابل کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں یکبار پھیلیں۔ ”مگر وہ کیا ہے نا، تم جیسی لڑکی کو تھپڑ بھی مارنا کنعان اپنی توہین سمجھتا ہے۔“ نفرت اور طیش کا یہ عالم تھا کہ وہ کنعان کی آنکھوں اور لہجے سے چھلکتا۔ تھپڑ پڑا نہیں مگر مقابل کو لگا کہ واقعی تھپڑوں کی برسات سے اُس کے چہرے کو لال کر دیا ہو اور سیاہ بڑی بڑی آنکھیں عیسے چہرے کی جلن سے چھن محسوس کرنے لگی ہوں۔ ارد گرد دیکھتی نگاہوں اور سماعتوں نے اُس کے الفاظ کو باخوبی سنا تھا۔

”تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میری گاڑی کو نقصان پہنچانے کی؟“ نگاہوں نے اُس کی طرف انگلی اٹھتے دیکھا۔ خاموش کھڑا ابرام اُس کی طرف بڑھا

”پرنس چھوڑنا یار۔“ ابرام نے معاملے کو دفعہ دفعہ کرنا چاہا۔ اُسے اس طرح سب کے سامنے کنعان کا اس لڑکی کی بے عزتی کرنا ذرا بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

شائم اور نور الحیا نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ وہ جو اس کشمکش تھی کہ آخر معاملہ کیا ہے؟ تو اب معاملہ اُن کے سمجھ میں آیا تھا۔

www.kitabnagri.com

”ارے نور بی بی! اتنی پیاری، اتنی مہنگی گاڑی کو اتنی بے رحمی سے آلو کی طرح کیوں چھیل دیا؟ کچھ تو ترس کرتی یار۔“ زائن کو جیسے بہت افسوس ہو رہا تھا گاڑی کی چھیلے جانے پر، سب نے اُسے دیکھا۔ ہائے کتنی معصومیت ٹپک رہی تھی نا اُس شرارتی اور فساد کی منہ پر۔ جھیل جیسی آنکھوں میں خفگی سمائی۔ تبھی میرام بولی۔

”دیکھیں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی، نور الحیا ایسا نہیں کر سکتی اور وہ آپ کی گاڑی کو کیوں نقصان پہنچائے گی؟“ میرام پُر یقین لہجے سے اُس کی طرف داری کرتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

”یہ غلط فہمی نہیں محترمہ، بے شک اپنی دوست سے پوچھ لیں۔“ کنعان نے جیسے اُس کے یقین کو پھونک مار کے اڑایا۔ گرے آنکھیں اپنے اندر دنیا جہاں کی شرارت لیے میرام کو ہی دیکھ رہی تھیں، نظریں ملنے پر جب اُس نے اُسے آنکھ ماری، تو میرام نے غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے اُسے دیکھا

”دل تو کر رہا ہے تمہاری بیتی توڑ دوں۔“ وہ بڑبڑائی۔

”تم جانتی ہو اس گاڑی کی قیمت کتنی ہے؟ مگر نہیں۔۔۔ تم نے تو اپنے خواب میں بھی ایسی گاڑی نہیں دیکھی ہوگی۔“ اپنی لاڈلی گاڑی کو کنعان نہیں بھول سکتا تھا۔ وہ تھپڑ نہیں مار سکتا تھا مگر اپنے لفظوں سے سامنے والے کو ذلیل کرنے کی کسر بھی نہیں چھوڑ رہا تھا۔ لفظوں کے طمانچوں سے اُس کی توہین کر رہا تھا۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور نور کی برداشت کی حد بھی یہی تک تھی۔

”نہیں میں نے اس کی قیمت نہیں چیک کی تھی۔“ بلا آخر خاموشی ٹوٹی اور دوبدو جواب دیا۔ ”لیکن کیا تم جانتے ہو، اس موبائل کی قیمت کتنی ہے؟“ کوٹ کی جیب سے موبائل نکال کر اُس کے سامنے لہرایا، جس کی سکرین کافی حد تک تباہ ہو چکی تھی۔ ”مگر نہیں تمہیں کیسے معلوم ہوگا؟ تم تو اندھے ہونا۔ گاڑی کی قیمت کا تو تمہیں علم ہے لیکن گاڑی کو کیسے چلانا ہے اس سے تم واقف نہیں، ہو بھی کیسے سکتے ہو سارے پیسوں کی تو تم نے گاڑی خرید لی ہوگی۔ اگر تھوڑے بہت بچت کر لیتے تو گاڑی چلانے کی ٹریننگ بھی لے لیتے اور پھر تم یوں مجھ سے سوال نہ کر رہے ہوتے۔“ وہ افسوس بھرے انداز میں ترکی بہ ترکی بولی۔ پٹھانی کو اپنی ہتک کہاں برداشت تھی۔ اُسے جیسے احساس دلانا چاہا ہو کہ اس نے کتنی بڑی غلطی کر دی، بچت نہ کر کے ٹریننگ نہ لینے کی غلطی۔ اب بھگتو اپنی غلطی کی سزا۔

Posted On Kitab Nagri

عابش، میرام نے حیرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں کہ واقعی اس نے یہ کیا تھا۔ ماہ کنعان کے غصے میں مزید شدت آئی۔ یہ لڑکی اس کی بے عزتی کر رہی تھی یہ اسے کسی طور بھی گوارا نہیں تھا۔

”اوو! ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری۔ تمہیں معلوم بھی ہے تم کس سے بات کر رہی ہو؟“ زائن جو اس کی قینچی کی طرح چلتی زبان کو بولتے ہوئے سن رہا تھا۔ اپنی حیرت کو چھپائے وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔ نور اس کی طرف متوجہ ہوئی

”بالکل! میں انتہائی بد تمیز اور لو فر لفنگوں سے بات کر رہی ہوں۔“ وہ نخوت سے اسے کاٹ کھانے والے انداز میں بولی۔ غصے سے پٹھانی کا پارہ بھی اعلیٰ درجے پر پہنچ رہا تھا۔ اس کے جواب پر زائن ابرام اور عائز کے منہ کھلے۔ تعجب سے۔

”اور ہاں مسٹر ایکس، وائے، ذی آئندہ کسی لڑکی کو تھپڑ مارنے کا منصوبہ بنانے کی بجائے، ان سے تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کریں گے تو فائدہ آپ کا ہی ہوگا، ورنہ تھپڑ آپ کے منہ پر ہوگا۔“ جاتے سے وہ اس کا تنبیہ کرنا نہ بھولی تھی

www.kitabnagri.com

”تیری تو۔۔“ وہ غصے سے اس کی طرف بڑھا اور اس کے راستے میں آکھڑا ہوا اگر وہ یکدم نہ رکتی تو ان کی ٹکڑ لازمی تھی۔

”سمجھتی کیا ہو تم خود کو۔۔ ایک تو میری گاڑی نقصان کیا اوپر سے بکو اس کرتی ہو۔۔“ پرنس نے غصے سے دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

اس کے دوستوں میں سے کسی کی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ آگ کی گولے کو ٹھنڈا کرتے، کیونکہ وہ لڑکیوں کو تھپڑ مارنا اپنی توہین سمجھتا تھا مگر دوستوں کو تھپڑ مارنا اپنی شان سمجھتا تھا اور کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ اگر وہ کچھ بولتے تو تھپڑ پوری شان سے اُن کو پڑتے، جو فحاح وہ نہیں چاہتے تھے۔ انھوں نے بھی فری ٹکٹ شو کو دیکھنا بہتر سمجھا۔

”میں بکواس کر رہی ہوں تو تم کو نسائی نغمہ پڑھ رہے ہو۔“ وہ بھی پٹھانی تھی۔ سامنے والے کو ٹکا کر جواب دینے میں ذرا بھی شرماتی نہیں تھی۔ اس کے جواب پر سب ہنسنے لگے اور سب سے اونچا تو زائن مصطفیٰ کا قہقہہ تھا۔

”کیا لڑکی ہے یار؟ داد دینی پڑے گی۔“ عازر بڑبڑایا۔

”ابے اوئے بس کر دئے، بہت کردی لڑکی نے۔“ زائن ہنستے ہوئے بولا اس کی تو ہنسی نہیں رک رہی تھی آج پہلی بار کنعان کی کسی لڑکی کے ہاتھوں بے عزتی ہوتے دیکھ رہے تھے۔ اگر وہ اس لڑکی کے ہاتھوں کل کی بے عزتی کا شو دیکھ لیتے تو اس کا ریکاڈ لگانا تو پکا تھا۔ مگر یہ ڈوز بھی کوئی کم نہیں تھی۔

نور الحیا کے پیچھے نکلتے ہوئے شام کے قدم کنعان کے نزدیک تھے، شرارت سے پونی ٹیل کو جھٹکتے بولی۔

”ہو گئی بولتی بند، آئندہ گاڑی دیکھ کر چلانا بچے۔ ورنہ اس سے بھی بری حالت ہو گی۔“ وہ ایسے بولی جیسے کسی آٹھ نو سالہ بچے کو سمجھا رہی ہو۔ کنعان نے اس کو دیکھا، یعنی یہ لڑکی بھی اس کے ساتھ شامل تھی۔ اس نے سوچا۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتا وہاں سے جا چکی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

غصے سے اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا کر رہ گیا اور اسی غصے کے عالم میں اس نے ڈین کے آفس کا رخ کیا۔ زائن کے قہقہوں کو فلحال نظر انداز کیا۔

”بیٹا تیرے دانت تو بعد میں توڑتا ہوں۔“ اُس کی بے ہنگم قہقہے جلتی پر تیل کا کام کر رہے تھے۔ اسی لیے اسے وارننگ والے انداز میں دیکھتے ہوئے بولا۔

☆...☆...☆

”نور قسم سے میں تمہیں کل سے بہت ہی معصوم سمجھ رہی تھی۔ مجھے تو یقین نہیں آ رہا کہ یہ سب تم نے کیا۔“ کلاس سے باہر نکلنے، کوریڈور سے گزر کر لان میں آ کر بیٹھنے تک میرا اپنی حیرت کا اظہار کر رہی تھی۔ جبکہ شائم انھیں اس گاڑی کے ساتھ بنائی ہوئی سیلفی ثبوت کے طور پر دیکھا چکی تھی۔ میرا م کی بات وہ ہنسی، دائیں گال کے گہرا بھنور بھی مسکرایا۔ ان کے درمیان میں بیٹھی ہوئی آغا مینا نے اس کے مسکراتے ہوئے اس بھنور کو بہت دلچسپی سے دیکھا۔ میدے جیسے صاف شفاف رنگت، گول چہرے کے دائیں گال پر پڑتا ڈمپل، جو اس کے مسکراتے ہوئے سے مسکراتا اور مقابل کو ایک سرسری نگاہ کے بعد دوبارہ ستائش بھری نگاہ سے ٹھٹک کر دیکھنے پر مجبور کرتا اور سب سے بڑی بات اس کی گہری جھیل جیسی سیاہ آنکھیں، روشن چمکتی، ہنستی مسکراتی ہوئی۔ وہ آج صبح سے اس کے ساتھ تھی مگر وہ اس کو ابھی بغور دیکھ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

”خربوزے کو دیکھ خربوزہ رنگ پکڑتا ہے یہ بات تو سنی تھی اتنی جلدی پکڑ لے گا وہ آج دیکھنے کو ملا ہے۔“ عابش سنجیدگی سے بولی۔ اس کی بات کو سمجھ کر میرام کھکھلائی۔

”شکر ہے تم نے دیکھ لیا ورنہ مجھے اس بات کو افسوس رہتا۔“ بغیر شرمندہ ہوئے جواب وصول ہوا تھا۔ نورالحیا کی لبوں پر ابھی بھی تبسم تھا۔ چند لمحے پہلے کلاس میں اپنے مقابل کھڑے اس بد تمیز انسان پر جو غصہ تھا وہ شاید تحلیل ہو چکا تھا۔ پھر وہ بات کو ٹالتے ہوئے بولی

”اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ میں تم لوگوں کے لیے کچھ لائی تھی، مجھے چاکلٹس بہت پسند ہیں اور میں ہمیشہ سے دوستی کی شروعات اسی سے کرتی ہوں۔“ چاکلیٹ سے اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے وہ اب اپنے بیگ سے galaxy,dairy milk,aero,snikers,kitkat, بولی۔ سب نے اس کے بیگ کے اندر چھوٹے سے چاکلیٹ بیگ کو دیکھا، حیرت سے۔

آغا مینا نے بھی جھجکتے ہوئے اُس کے ہاتھ سے kitkat چاکلیٹ لی۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس لڑکی کی طرف کھینچی چلی جا رہی تھی۔

www.kitabnagri.com

”تو یہ تمہیں کل دینی چاہیے تھی دوستی کا آغاز تو کل ہوا تھا نا۔“ شہائم کو کل کی بجائے آج چاکلیٹ ملنے پر اعتراض ہوا

”نہیں میں آج دینا چاہتی تھی۔ اگر میں کل دے دیتی اور اگلے دن تم لوگ مجھے پہچانتی بھی نہ تو میری چاکلیٹس کی تو کوئی قدر ہی نہیں ہونی تھی آج اس لیے دی کہ تم میرے ساتھ ہو اس لیے یقین ہو گیا ہے کہ ہمارے درمیان اچھا دوستانہ قائم ہو سکتا ہے۔“ اعتراض نے اس کی عجیب منطق کو حیرت سے دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

”اور یہ تمہیں یقین کیوں ہے؟“ سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

”کہیں تم نے چاکلیٹ پر دم درود تو نہیں کیا، جس سے ہم تمہارے چنگل میں پھنسے رہیں گے۔“ میرا م نے بھی شکی نگاہوں سے اُسے دیکھا۔ وہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔ چاکلیٹ کو ہاتھ میں گھوماتے ہوئے اس کے ہاتھ رکے اور ایک دفعہ پھر نگاہ بھٹک کر ہنستے مسکراتے چہرے پر ٹکی۔

شفاف جھرنے کی مانند، ہر رنج سے پاک اس کی مسکراہٹ تھی۔ آغا مینا کو نور الحیا اچھی لگی تھی۔ شاید وہ سب کو ایسے ہی اچھی لگتی تھی۔

”ہاں یہی سمجھ لو۔“ ہنستے ہوئے انھیں اجازت دی کہ جو تم لوگ سمجھنا چاہتی ہو سمجھ لو۔

یہ ان کی خوبصورت دوستی کا آغاز تھا اور آنے والے دنوں نے بقول ”دم درود“ والی چاکلیٹ کا کافی اثر ہوا تھا۔ جس نے اُن کو ایک دوسرے سے الگ نہیں ہونے دیا تھا۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

☆...☆...☆

یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں ہاروغیاث اپنے دوستوں کے جھڑمٹ میں بیٹھا، سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔ جب اس کی نگاہ شیزہ کی طرف اٹھی جو ندا کی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔ لال لپسٹک سے تراشے لب ان سے جھانکتے ہوئے موتیوں کی مانند سفید دانت۔ ہنستے ہنستے گردن کو پیچھے کی جانب گرایا، اور چہرے پر لال نیل پالش سے سجا ہاتھ رکھا، ہنستے ہنستے چہرے پر ہاتھ کو رکھ دینا یہ اس کا مخصوص انداز تھا۔

Posted On Kitab Nagri

”اوائے ہوئے! بھا بھی کو دیکھا جا رہا ہے۔“ علی جو اس کا دوست تھا اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ تبھی باقی دوست بھی شیزہ کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

”دیکھا تو اسے ہی جا رہا ہے مگر وہ ہے کہ دیکھتی ہی نہیں۔ ظالم حسینہ امتحان لینے پر جب آتی ہے تو قسم سے دل بہت باغی سا ہو جاتا ہے۔“ سگریٹ کا کش لیتے، نتھنوں سے فضا میں دھواں چھوڑتے ہوئے بولا۔

”ارے یار تو کس نے کہا ہے کہ اس امتحان میں پڑ جا، یہ کام تمہارے لئے مشکل تو نہیں، ایسی لڑکیوں کی تو۔۔۔“

”شش۔۔“ جو اد کے لبوں سے ادا ہونے والے لفظوں کو سختی سے روک دیا گیا۔

”اس لڑکی کے بارے میں کوئی فضول بکواس نہیں سنوں گا۔ اس کو کیسے حاصل کرنا ہے اور کیسے نہیں اس کے لئے مجھے تم لوگوں کے مشورے کی بالکل بھی ضرورت نہیں۔ اس لئے آئندہ کچھ بھی بولنے سے پہلے یہ دیکھ لینا کہ بات کس کے بارے میں کی جا رہی ہے۔“ سگریٹ کو جوتے کی نوک سے مسلتے ہوئے اُس نے سختی سے سب کو وارننگ دی۔ وہ اس کی ادھوری بات کے پیچھے چھپے مطلب کو بخوبی سمجھ گیا تھا۔ آخر وہ ان کا استاد تھا، پھر کیسے نہ سمجھتا۔

آنکھوں میں ایک انجانے سے جذبے کی لو تھی۔ جو اس کے بارے میں کچھ بھی غلط سننے سے گریزاں تھی۔ سب نے اسے دیکھا جو شیزہ کو دیکھتے ہی بدل جاتا تھا۔ قدم اس کی طرف اٹھے۔

Posted On Kitab Nagri

”یار مجھے تو لگتا ہے اپنے بھائی کو محبت ہو گئی ہے۔“ جو اد نے اندازہ لگایا۔

”محبت ہارون غیاث کو کبھی نہیں ہو سکتی یہ ضرور اس کا کوئی نیا انداز ہو گا لڑکی کو اپنی خوبصورت باتوں کے جال میں پھنسانے کے لئے۔“ عدیل کو اس کے اندازے پر اختلاف ہوا۔ وہ کبھی مان نہیں سکتا تھا کہ ہارون کو محبت بھی ہو سکتی ہے۔

وہ لڑکیوں کو یوز کرتا، ان کو مستلا اور پھینک دیتا تھا، مگر محبت نہیں کر سکتا۔

”شٹ اپ محسن۔۔ تم جانتے ہو یہ لڑکی ہارون کی منگیتر ہے۔“ علی نے انکشاف کیا۔ اسے ان کی بات ذرا بھی پسند نہیں آئی۔ اس بات سے وہ سب انجان تھے۔ اسی لئے بے یقینی سے کبھی وہ علی کو اور کبھی ہارون کو دیکھتے جو اب شیزہ کے پاس جا بیٹھا تھا۔

”کیا یہ سچ ہے؟“ بے یقینی سے گویا ہوئے۔ علی نے اثبات میں سر ہلایا۔

اسے سامنے دیکھ کر شیزہ کے مسکراتے ہوئے لب سکڑ گئے۔ ند اس کے آتے ہی اٹھ کر چلی گئی تھی

”کمال ہے دور سے ہنس ہنس کر میرے بیچارے سے دل پر نیزے چلاتی ہو، پاس آتے ہی ایسے منہ بناتی جیسے کوئی جن دیکھ لیا ہو۔“ وہ شرارت سے گویا ہوا

”تم کسی جن سے کم بھی نہیں ہو۔ جب تمہیں میں ہزار بار منع کر چکی ہوں کہ مجھ سے دور رہا کرو پھر کیوں تم میرے سامنے آ جاتے ہو؟“ مسکراتے ہوئے چہرے پر سامنے کھڑی شخصیت کے لئے ناپسندیدگی نمایاں تھی۔

Posted On Kitab Nagri

”کیا کروں ایک تو تمہاری ہنسی اور دوسرا ہم دونوں کے درمیان کچھ رشتہ ہی ایسا ہے کہ کسی مقناطیس کی طرح تمہاری طرف کھینچ لاتا ہے۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں زیادہ قصور تمہاری ہنسی کا ہے۔“ وہ بغیر اس کی باتوں کا اثر لئے سارا الزام اس کے سرے ڈال دیا۔

”میں اس رشتے کو نہیں مانتی یہ بات میں تمہیں پہلے بھی بتا چکی ہوں۔ شیزہ احمد تمہیں بالکل پسند نہیں کرتی اس لئے کسی خوشی فہمی مت رہنا کہ تم میرا انتخاب ہو گے۔“ بے خوف لہجہ، نڈر انداز دو ٹوک اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس کی بات کا جواب دیا۔

”شیزہ احمد کو کون پسند ہے یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔“

”پھر بھی بہت ڈھٹائی سے پیچھا کرتے ہو، شرم تو بالکل بھی نہیں۔“ اسے وہ ذرا بھی نہیں پسند تھا اور یہ بات اسے وہ ہر بار باور کرواتی رہتی تھی۔

”اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے جانم۔ جس کو دیوانہ وار دیکھتی رہتی ہو وہ تو تمہیں گھاس بھی نہیں ڈالتا اور اس کی وجہ سے تم مجھے ٹھکرا رہی ہو۔ یہ اچھی بات تو نہیں۔“ وہ اس کے قریب ہوا تو وہ دو قدم پیچھے کھسکی۔

”میں کیا کر رہی ہوں کیا نہیں اس سے تمہیں کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے۔“ انگلی اٹھا کر سختی سے صاف سیدھے لفظوں میں اس کو تنبیہ کی گئی۔

”ایسے کیسے واسطہ نہیں ہونا چاہیے۔ پیار کرتا ہوں۔۔۔“

Posted On Kitab Nagri

”تمہارے منہ سے پیار کی باتیں اچھی نہیں لگتی ہارون غیاث۔ تم جیسا انسان کبھی کسی سے پیار نہیں کر سکتا، جو کسی بھی لڑکی کی زندگی برباد کرنے میں ایک پل بھی نہیں سوچتا وہ کیسے کسی سے پیار کی بات کر سکتا ہے، میرے خیال میں یہ ایک بہت گھٹیا مذاق ہے۔“ وہ اس کی بات کو کاٹتے ہوئے تشنہ سے بولی۔ جس سے مقابل کی انا پرکاری ضرب لگائی گئی۔

”جانتی ہو تمہارا یہ رویہ مجھے تکلیف دیتا ہے۔“ اپنے غصے کو قابو میں رکھتے ہوئے وہ شکستہ لہجے میں بولا۔ یہ لڑکی کبھی اس کے ساتھ پیار سے بات نہیں کر سکتی تھی۔

”اوو واقعی۔۔۔ جو دوسروں کو تکلیف پہنچاتا ہے اسے تکلیف بھی ہوتی ہے۔“ مصنوعی حیرت سے گویا ہوئی۔ انداز تمسخر اڑانے والا تھا۔

”شیزہ احمد اب تم اپنی حد پار کر رہی ہو۔“ ارد گرد دیکھتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں بولا

”تم مجبور کرتے ہو۔“ دوبدو جواب دیا۔

”تمہیں پانا میرے لئے کوئی مشکل بات نہیں ہے شیزہ۔ مگر میں تمہیں ایک سال کا وقت دیتا ہوں اگر اس دوران تم اسے پانے میں کامیاب ہو گئی تو میں تمہارے رستے سے ہٹ جاؤں گا۔ تمہیں اپنی شکل بھی نہیں دیکھاؤں گا اور اگر اس کے بعد بھی تم کامیاب نہ ہوئی تو پھر تمہیں میری دسترس میں آنا ہی ہو گا۔“ اس کے رویے سے تنگ آکر وہ کرخنگی سے بولا۔

”کیا تم مجھے چیلنج کر رہے ہو؟“

Posted On Kitab Nagri

”تم جو مرضی سمجھ لو مگر یہ بات اپنے دماغ میں نقش کر لو کہ ہارون غیاث جو بات کہتا ہے اس پر عمل بھی کرتا ہے۔“ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔ پھر مزید کوئی بات کئے بغیر اسے گہری سوچ میں دھکیل کر وہاں سے ہٹ گیا۔

وہ شیزہ کا خالہ زاد تھا اور دونوں کے والد بزنس پارٹنرز بھی تھے۔ شیزہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی، لاڈلی بیٹی تھی۔ میٹرک کے بعد سب کی باہمی رضامندی کے ساتھ ان دونوں کی منگنی کر کے ایک دوسرے کے ساتھ منسوب کر دیا گیا۔ شروع میں وہ اس کے ساتھ اس رشتے سے خوش تھی۔ مگر یونیورسٹی آنے کے بعد آہستہ آہستہ اس کی سرگرمیوں کا عقد کھلتے ہی وہ اس سے دور بھاگنے لگی۔ سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ اس کا دل کسی اور کے نام پر دھڑکنے لگا۔ وہ ماہ کنعان تھا۔ جسے دیکھتے ہی وہ مسمرانز ہو جاتی۔ مگر ایک وہ تھا جو اپنی دنیا میں مست رہتا۔ اسے یہاں دو سال ہو گئے تھے، مگر آج تک وہ اس سے بات کرنے کی ہمت نہیں کر پائی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ ڈرپوک تھی۔ بولڈ اور نڈر ہونے کے باوجود وہ ہچکچاتی۔ لیکن آج ہارون کی باتیں اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہی تھیں۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

☆...☆...☆

Posted On Kitab Nagri

”پرنس تم بالکل بچوں کی طرح بی ہیو کر رہے یار۔ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں جس کی بنیاد پر اُس لڑکی کو ادارے سے بے دخل کر دیا جائے۔“ مشارب ملک کو وہ اس وقت کسی چھوٹے بچے کی طرح ہی لگا تھا۔ جو غصے سے منہ پھلایے ہوئے ضد کر رہا تھا۔

وہ اس وقت مشارب ملک کے ساتھ سائنس فیکلٹی کے ڈین ڈاکٹر محمد طاہر کے آفس میں بیٹھا، نور الحیا کی شکایت کرتا اور اسے یونیورسٹی سے خارج کرنے پر بضد تھا۔ جس پر ڈاکٹر طاہر نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پروفیسر مشارب ملک کا بلایا۔ کیونکہ وہ ماہ کنعان کے دوستوں میں سے ایک تھا۔ وہ ہی اسے اچھی طرح سمجھا سکتا۔ ورنہ وہ ایسے اڑیل گھوڑے کی جیسا تھا جو اپنی بات پر اڑ جائے تو مشکل سے ہی ہٹتا تھا۔

”میں بچوں کی طرح بی ہیو کر رہا ہوں۔۔۔“ اس کی بات پر وہ اچھنبے سے کبھی ڈاکٹر طاہر صاحب کو دیکھتا اور کبھی مشارب ملک کو۔

”وہ دو ٹکے کی لڑکی میری گاڑی کی صورت بگاڑ کر مجھے ہی باتیں سنارہی تھی اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں بچوں کی طرح بی ہیو کر رہا ہوں۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟“ اس نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ جیسے ان کی دماغی حالت پر شبہ ہو

”بات کرتے ہوئے تمیز کیوں بھلا دیتے ہو تم؟“ مشارب نے اسے گھڑکا۔ ڈاکٹر صاحب بھی کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے دونوں ہاتھوں کو باہم پھنسائے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

Posted On Kitab Nagri

”اس سے تمیز کا کوئی لینا دینا نہیں، بس آپ کو جو کہا ہے وہ کر دیں تاکہ اس لڑکی کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہو۔ مجھے ایسی لڑکیوں سے سخت نفرت ہے۔ جو توجہ حاصل کرنے کے لئے اچھے ہتھکنڈے اپناتی ہیں۔“ تنفر بھرے لہجے میں بولا۔ خوبصورت شربت آ نکھوں میں نفرت اور غصہ بیک وقت ہلکورے کھا رہا تھا۔

”ماہ کنعان کو محبت کس لڑکی سے۔“ ڈاکٹر صاحب شرارتی انداز میں بولے کہ مشارب مسکرایا۔ گالوں کے گڑھے نمایاں ہوئے۔

”بالکل پرنس! جب تم کو سبھی لڑکیوں سے ہی نفرت ہے تو محبت کس سے ہے یا یہ بھی بتادو۔“ وہ اسے تنگ کر رہے تھے۔

”اگر آپ دونوں مجھے ٹریک سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں تو میں بتادوں آپ کو کہ آپ کی کوشش ناکام ہو گئی ہے۔ میں تب تک یہاں سے نہیں جاؤں جب تک آپ کوئی حتمی فیصلہ نہیں کرتے۔“ اس نے کڑے تیوروں سے ان کے ارادوں کو بھانپتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں بھی یکبار سنجیدہ ہوئے۔

www.kitabnagri.com

”دیکھو کنعان ایک چھوٹی سی غلطی کے باعث میں ایسا نہیں کر سکتا۔ لیکن ہاں میں اس لڑکی کو یہاں بلا کر تم سے سوری کروا سکتا ہوں۔“ ڈاکٹر صاحب نے اپنی مجبوری بتاتے ہوئے تجویز پیش کی۔ وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

”کوئی ضرورت نہیں اس مہربانی کی بھی۔ اب میں اپنے طریقے سے کام کروں گا۔“ وہ غصے سے اٹھا، کرسی کو ٹھوکر مارتا ہوا آفس سے باہر نکل گیا۔

Posted On Kitab Nagri

”اس کو کچھ سمجھاویا۔ اس کا باپ روزانہ میرا سر کھانے کے لئے فون کھڑکا دیتا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو کچھ سمجھاؤں اب اسے کیا بتاؤں کہ تمہارا بیٹا تو سمجھدار ہی پیدا ہوا ہے۔ ہماری باتیں کہاں وہ سمجھتا ہے۔“ ڈاکٹر صاحب اس کے جاتے ہی مشارب کی طرف متوجہ ہوئے۔

”اور کہاں ہیں اس کی لنگور دوست، وہ بھی کسی کام کے نہیں یہ الٹے سیدھے مشورے بھی وہی دیتے ہوں گے ورنہ۔۔۔۔۔“

”ورنہ ماہ کنعان تو بہت معصوم ہے نا۔“ مشارب ملک کی اُن کی بات کو کاٹتے ہوئے بولے۔

”غصہ کرنے والا معصوم شہزادہ ہے۔“ وہ ہنستے ہوئے بولا۔ جس پر وہ قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ سکا۔

”یہ بات اگر دوسرے معصوم نے سن لی نہ تو آپ کے سمیت اس نے آسمان سر پر اٹھا لینا ہے۔“ وہ کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔ اس کا اشارہ زائن کی طرف تھا

”اس جن کا نام نہ لو ورنہ ٹپک پڑے گا دھر ہی کہیں سے۔“ لبوں پر شرارتی سا تبسم لیے وہ مدھم آواز میں بولے کہیں وہ جن سن نہ لے۔

www.kitabnagri.com

مشارب ملک ہنستے ہوئے ان کے آفس سے باہر نکل آیا۔

ڈاکٹر طاہر زائن کے چاچو تھے۔ اپنے نرم لہجے، اچھے اخلاق اور دوستانہ انداز کے باعث ہر ایک کی پسندیدہ ہستی تھے۔ اور انھیں بھی جس طرح زائن عزیز تھا ویسے ہی اس کے دوست عزیز تھے۔ تبھی تو وہ ان کے پاس بلا جھجک اپنا مطالبہ لے کر آگیا تھا، مگر ان کے اصولوں نے کنعان کے مطالبے کو رد کر دیا تھا

Posted On Kitab Nagri

☆...☆...☆



مجھے تم یاد آتے ہو

کبھی بھڑ میں

کبھی تنہائی میں

مجھے تم یاد آتے ہو

بولتے بولتے

چپ ہو جاتی ہوں

مجھے تم یاد آتے ہو

میرے دل میں رہتے ہو

مجھے تم یاد آتے ہو

ہجر جان لیوا ہے

Posted On Kitab Nagri

مجھے تم یاد آتے ہو

میری دھڑکن ہر دم کہتی ہے

مجھے تم یاد آتے ہو

جینا میرا دشوار ہے

مجھے تم یاد آتے ہو

مجھے تم یاد آتے ہو!

ایک تلخ حقیقت کو اپنی ڈائری میں اتارتے ہوئے، آنکھوں میں اس کے آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا۔ جو بڑی روانی سے بہتا ہوئے، ڈائری پر گرتے، کہیں کہیں سے لفظ اس کے آنسوؤں کی وجہ سے مٹ رہے تھے، بالکل ویسے ہی جیسے وہ اندر سے مٹ رہی تھی۔ ختم ہو رہی تھی۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کی زندگی اس کے ساتھ اتنا بڑا مذاق کرے گی۔ اوپر تلے قیامتیں ٹوٹی تھیں۔ اور ان قیامتوں کا دور دور تک کوئی بھی اسے وہم گمان نہیں تھا۔

www.kitabnagri.com

انسان کی زندگی میں بعض اوقات کچھ حادثات بہت اچانک رونما ہوتے ہیں اور حادثے انسان کی پوری زندگی کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ یہ کسی طوفان کی صورت میں بہت قلیل مدت کے لیے آتے اور ایسے جاندار نقصان سے دوچار کرتے ہیں کہ ان کے اثرات بہت گہرے اور طویل مدت تک رہتے ہیں

Posted On Kitab Nagri

برستی آنکھوں کے ساتھ اس نے اپنی ڈائری کو بند کیا۔ ڈائری کو حصار میں لیے۔ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ سر کو سینہ کی طرف جھکا لیا گویا ”قلب گریزاں“ پر قابو پانا چاہتی ہو

وہ بہت تنہا، خالی ہاتھ تھی۔ اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ لیکن کچھ نہ ہوتے ہوئے اس کے منہ پر ہلکے ہلکے یادوں کا البم تھا۔ جو اس کے دل و دماغ میں مستحکم سے جوڑا تھا۔ جس کو وہ چاہ کر بھی ہٹا نہیں سکتی تھی۔

ہماری زندگی میں کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی یادوں سے ہم کبھی بھی پیچھا نہیں چھڑا سکتے، وہ یادیں دل میں اس قدر پکی روشنائی سے نقش ہوتی ہیں کہ ان کو مٹانا مشکل ہی نہیں ناممکن لگتا ہے۔ یادیں زہر لے ناگ کی طرح انسان کا پیچھا کرتی ہیں۔ شعوری اور لاشعوری طور پر اپنے حصار میں لے رکھتی ہیں۔

☆...☆...☆

جاری ہے۔۔۔

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Digest

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

انتباہ: اس ناول کے تمام جملہ حقوق کتاب نگری ویب کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

[whatsapp _ 0335 7500595](https://www.whatsapp.com/channel/0029va3357500595)